الــــدفاع فی الاســــلام

ـــ ۲ ـــ

ابو سلمان شاهجہانپوری

نفیر کا مطلب

چونکہ جابجا نفیر کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ بات بھی صاف ہوجانی چاہئیے کہ نفیر عام سے مقصود کیا ہے ؟ مقصود یہ ہے کہ دفاع کی ضرورت پیش آ جائے اور ہر شخص کو اس کا علم ہو جائے یا یہ مقصود ہے کہ جب تک کوئی بلانے والا مسلمانوں کو نہ بلائے گا نفیر عام کی حالت پیدا نہ ہوگی ؟ اس کا جواب شاہ ولی اللہ رح نے موطا کی شرح میں دے دیا ہے ۔

" نزدیک استنفار جہاد فرض علی الاعیان می شود ۔ استنفار را چون منقح کنیم حاصل شود حالتے کہ مقتضائے استنفار شدہ است از قصد "کفار بلاد مارا " و قیام حرب درمیان جیوش مسلمین و کافرین ' و عدم کفایہ ازاں مسلمانان' و انچہ بداں مانند ۔

(مسوی جلد ۲–۱۲۹)

شاہ صاحب کے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نفیر کی صورت کیا ہے ؟ تو یہ ضرور نہیں کہ کوئی خاص شخص مسلمانوں کو یہ کہ کر پکارے کہ "آؤ جہاد کرو۔ مقصود یہ ہے کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے جو مقتضائے نفیر ہے ۔ پس جب غیر مسلموں نے اسلامی ملکوں کا قصد کیا اور مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی شروع ہو گئی تو جہاد فرض ہو گیا اور جب دشمنوں کی طاقت ان ممالک کے مسلمانوں سے زیادہ قوی ہوئی اور ان کی شکست کا خوف ہوا ' تو یکے بعد دیگرے تمام مسلمانان عالم پر فرض ہو گیا ۔ خواہ کوئی پکارے یا نہ پکارے ۔ پکارنے والا نہیں ہے تو یہ مسلمانوں کی بد نظمی و بد حالی ہے ، ان کا فرض ہوگا کہ داعی و امیر کا انتظام کریں ۔ یہی حال

تمام فرائض کا ہے ۔ نماز کا جب وقت آ جائے تو خواہ موذن کی صدائے ''حی علی الصلوۃ'' سنائی دے یا نہ دے، وقت کا آ جانا وجوب کے لئے کافی ہوتا ہے ۔

احکام قطعیہ دفاع

غرض کہ ''دفاع'' اسلام کے ان بنیادی حکموں میں سے ہے، جن کو ایک مسلمان مسلمان رہ کر کبھی ترک نہیں کر سکتا۔ اگر ایک مسلمان کے دل میں رائی برابر بھی ایمان کی محبت باقی رہ گئی ہے تو اس کی طاقت سے باہر ہے کہ اللہ کی یہ صدائے حق سنے اور از سر تاپا کانپ نہ اٹھے ۔

یا ایہا الذین آمنوا ! مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ؟ ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الاقلیل (۹:۳۹)

مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے ''اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہو تو تمہارے قدموں میں حرکت نہیں ہوتی اور زمین پر ڈھیر ہوئے جاتے ہو؟ کیا تم نے آخرت کو چھوڑ کر صرف دنیا ہی کی زندگی پر قناعت کر لی؟ اگر یہی بات ہے تو یاد رکھو جس زندگی پر ریجھے بیٹھے ہو وہ آخرت کے مقابلے میں بالکل ہی ہیچ ہے ۔

اس کے بعد فرمایا :

الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوماً غیرکم ولاتضروہ شیئا واللہ علی کل شئی قدیر ۔

یاد رکھو ! اگر تم نے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور وقت کے آگے بڑھ کر راہ حق میں کمر بستہ نہ ہوئے تو اللہ نہایت ہی سخت عذاب میں ڈال کر اس کی سزا دے گا اور تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو خدمت اسلام کے لئے کھڑا کر دے گا ۔

تم چھانٹ دیے جاؤ گے کلمہ حق تمہارا محتاج نہیں ہے تم ہی اپنی زندگی و نجات کے لئے اس کے محتاج ہو۔

اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت، ان کی حکومتوں کے مٹانے اور ان کی آبادیوں اور شہروں کو آپس میں بانٹ لینے کے لئے کفار ایک دوسرے کے ساتھی اور حامی ہیں۔

والذین کفروا بعضهم اولياء بعض ۔

جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی تو وہ ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار ہیں مسلمانوں کی مخالفت میں خزانوں کے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں۔

والذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله ۔

جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی، تو وہ حق کی مخالفت میں اپنا مال خرچ کر رہے ہیں۔

پس مسلمانوں کی بھی سب سے بڑی اسلامی و ایمانی خصلت یہ قرار پائی کہ:

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض (۹ : ۷۲)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں باہم ایک دوسرے کی رفیق و مددگار ہیں!

اور اسی بناء پر مسلمانوں کا فرض ٹھہرا کہ اگر دنیا کے کسی ایک اسلامی حصہ پر غیر مسلم حملہ کریں اور وہاں کے مسلمان ان کے مقابلہ کی کافی قوت نہ رکھتے ہوں یا بالکل مغلوب و مقہور ہو گئے ہوں تو تمام دوسرے حصص عالم کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان کی یاوری و اعانت کے لئے اسی طرح اٹھ کھڑے ہوں۔ جس طرح خود اپنی آبادیوں کی حفاظت کے لئے اٹھتے اور اپنی جان و مال سے اسی طرح مدد دیں جس طرح خود اپنے گھر بار کی حفاظت کے لئے مدد دیتے۔

یہ نہ کوئی نیا مذہبی اجتہاد ہے ' نہ کوئی پولیٹکل فتویٰ ۔ تمام دنیا کے مسلمان فقہ و قوانین شریعت کی جو کتابیں صدیوں سے پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں اور جو چھپی ہوئی بازاروں میں ہر جگہ ملتی ہیں اور جن پر عدالتوں میں عمل کیا جا رہا ہے ان سب میں یہ احکام موجود ہیں ۔ اسلامی دینیات کا کوئی طالب علم ایسا نہیں ملے گا جو ان حکموں سے بے خبر ہو ۔ اور پھر ان سب کے اوپر مسلمانوں کی کتاب اللہ ہے جو اپنے ہر پارہ اور ہر سورۃ کے اندر اس حکم کا اعلان اور اس قانون کی پکار تیرہ صدیوں سے بلند کر رہی ہے ۔ نوع انسانی کی کامل بیس نسلیں گزر چکیں ، اور یہ احکام اپنی یکساں ' غیر مبدل ، اٹل ' اور لا انتہا طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں ۔

ترتیب وجوب دفاع

(ترتیب وجوب دفاع کے متعلق اشارہ کیا جا چکا ہے لیکن ضروری ہے کہ مسئلہ کے اس پہلو کی مزید تشریح کر دی جائے) ۔

جب دفاع کا فرض عین ہونا واضح ہو گیا ' تو اب معلوم ہونا چاہئے کہ اس فرض کی انجام دہی کے لئے شریعت نے ایک خاص ترتیب اختیار کی ہے ۔ عقل و حکمت کی بنا پر وہی اس معاملہ کی قدرتی اور صحیح ترتیب ہو سکتی تھی ۔ صورت اس کی یہ ہے کہ جب غیر مسلموں نے کسی اسلامی حکومت اور آبادی کا قصد کیا تو اس ملک کے تمام مسلمانوں پر یہ مجرد قصد اعداء دفاع فرض عین ہو گیا ۔ باقی رہے دیگر ممالک کے مسلمان تو اگر زیر جنگ مقامات کے مسلمان دشمن کے مقابلے کے لئے کافی قوت نہیں رکھتے ' دشمن بہت زیادہ قوی ہے یا رکھتے ہیں اور غفلت و تساہل کرنے لگے ہیں تو اس حالت میں یکے بعد دیگرے تمام دنیا کے مسلمانوں پر بھی دفاع فرض عین ہو جائے گا بالکل اسی طرح جیسے نماز اور روزہ مگر صورت اس کی یوں ہو گی کہ پہلے ان مقامات سے قریب تر مقام کے مسلمانوں پر واجب ہوگا ؛ پھر ان سے قریب پر ؛ پھر ان سے قریب تر پر ۔ حتیٰ کہ مشرق و مغرب ، جنوب و شمال تمام اکناف عالم کے مسلمانوں پر یکے بعد دیگرے فرضیت عائد ہو جائے گی ۔

اس وقت سارے فرائض ، سارے وظائف ، سارے کام ملتوی کر دینے چاھئیں بمجرد اطلاع ھر مسلمان کو اپنی تمام قوتوں اور تمام سامانوں کے ساتھ وقف دفاع ملت جہاد فی سبیل اللہ ھو جانا چاھئیے اور قیام دفاع کے لئے شرعاً جن جن وسائل و انتظامات کی ضرورت ھے - سب کو مل جل کر ان کا انصرام کرنا چاھئیے - اگر کسی آبادی میں مسلمانوں کا کوئی امام و پیشوا نہیں ھے جو نظم و قیام اپنے ھاتھ میں لے تو سب کا فرض ھوگا کہ پہلے امام و امیر کا انتظام کریں ، پھر جن جن وسائل کی ضرورت ھو ، ان کے حصول کے لئے ھر ممکن تدبیر و سعی کام میں لائیں - اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب اللہ کے حضور جوابدہ ھوں گے - سب مبتلائے معصیت و فسق ھوں گے ، ایسی معصیت ، ایسا فسق ، ایسا عدوان ، ایسا نفاق جس کے بعد صرف کفر ھی کا درجہ ھے -

فتح القدیر میں ھے :

فیجب علی جمیع اھل تلک البلدۃ النفر وکذا من یقرب منھم ان لم یکن باھلھا کفایۃ ، وکذا من یقرب ممن یقرب ان لم یکن بمن یقرب کفایۃ ، او تکاسلوا ، او عصوا ، وھکذا الی ان یجب علی جمیع اھل الاسلام شرقاً و غرباً -

(جلد ۲ صفحہ ۸۲۰)

اگر غیر مسلموں نے حملہ کیا تو پھر اس شہر کے تمام باشندوں پر دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ھونا فرض عین ھو جائے گا اور اگر دشمن زیادہ طاقتور ھیں اور مقابلہ کے لئے وھاں کے مسلمان کافی نہیں ، تو جو مسلمان ان سے قریب ھوں گے ان پر بھی فرض عین ھوجائیگا، اور اگر وہ بھی کافی نہیں یا انہوں نے سستی کی یا دانستہ انکار کیا تو پھر ان تمام لوگوں پر جو ان سے قریب ھوں ، یہ فرض عائد ھوگا - اسی طرح یکے بعد دیگرے اس کا وجوب منتقل ھوتا جائے گا حتیٰ کہ تمام مسلمانوں پر مشرق میں ھوں یا مغرب میں ، دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ھونا فرض ھو جائے گا -

ایسا ہی تمام کتب معتمدہ فقہ وحدیث میں ہے۔ عبارتوں کے نقل و ترجمہ میں طول ہوگا۔ رد المختار وغیرہ شروح میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے :

" فاما من ورائهم ببعد من العدو ، فهو فرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه، اذا لم يحتيج اليهم بان عجز من كان بقرب من العدو عن المقاومة ، او لم يعجزوا عنها لكنهم تكاسلوا ، فانه يفترض على من يليه فرض كالصلوة والصوم لايسعهم تركه ، وثم وثم الي ان يفترض على جميع اهل الاسلام شرقاً و غرباً "

جو لوگ علی علاقوں میں دشمن سے دور ہوں ان پر (قتال) فرض کفایہ ہوگا ، یہاں تک کہ اس کے ترک پر مؤاخذہ نہ ہوگا جب کہ اس کی ضرورت نہ پڑی لیکن جو دشمن سے قریب ہوں وہ مقابلہ و استقامت کی طاقت رکھتے ہوئے سستی کریں یا طاقت نہ رکھتے ہوں ضرورت پیش آئے پر ان پر بہر حال یہ نماز' روزے کی طرح فرض ہوگا اور اسے ترک نہیں کیا جا سکتا چنانچہ اس طرح مشرق و مغرب کے تمام اہل اسلام پر یہ فرض ہو جاتا ہے۔
اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

« ثم الجهاد يصير فرض عين عند النفير العام على من يقرب من العدو وهو يقدر عليهم الا اذا احتيج اليهم ، اما بعجز القريب، و اما للتكاسل ، فحينئذ يفرض على من يليهم » الخ

چنانچہ عام اعلان کے بعد دشمن کے قریب تر علاقوں والے صاحب قدرت لوگوں پر جہاد (قتال) فرض عین ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ ان کے عقب میں ہیں ان پر فرض نہیں ہوتا جب تک کہ

ضرورت پیش نہ آئے ۔ خواہ قریب کے لوگ قتال سے عاجز ہوں یا سستی کریں ، اس وقت یہ ان سب پر فرض ہو جاتا ہے ۔

اور شرح موطا میں ہے :

فان لم تقع الکفایۃ بمن نزل بھم ، یجب علی من بعد منھم من المسلمین عونھم ،

اگر وہ لوگ جن پر حملہ ہوا، دشمن کے مقابلے میں کافی نہ ہوں تو ان کے عقبی علاقوں کے مسلمانوں پر ان کی مدد واجب ہوگی ۔

البتہ یاد رہے کہ یہ دفاع کی عام صورت ہے ۔ لیکن دو حالتیں شرعاً ایسی بھی ہیں ، جن میں وجوب دفاع کے لئے یک بعد دیگرے اس ترتیب اور الاقرب فالاقرب کی ضرورت باقی نہیں رہتی ' یک وقت اور یک دفعہ ہی تمام مسلمانان عالم پر دفاع فرض ہو جاتا ہے ۔

پہلی حالت یہ ہے کہ خلیفہ وقت تمام مسلمانان عالم سے طالب اعانت ہو یا اس کی بے بسی اور بے چارگی کی حالت ایسی ہو جائے کہ بلا تمام مسلمانان عالم کی مجموعی اعانت کے مخلصی اور فتح ممکن نہ ہو ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اسلام کے عین مرکزی مقام یعنی جزیرہ' عرب پر غیر مسلم حملہ آور ہوں جن کو ہمیشہ غیر مسلم اثر سے محفوظ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بستا ہو ۔

فضائل دفاع

اسلامی احکام میں یہ حکم ''دفاع'' جو اہمیت رکھتا ہے' وہ عقائد ضروریہ کے بعد کسی حکم ، کسی فرض ، کسی رکن ' کسی عبادت کو حاصل نہیں ۔ قرآن و حدیث میں بار بار یہ بات بتلائی گئی ہے کہ قومی زندگی اسی عمل کے بقا پر موقوف ہے جب تک مسلمانوں میں یہ جذبہ باقی رہے گا اور اس کام کی راہ میں ہر فرد اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینے کے لئے تیار رہے گا ، اس وقت تک دنیا کی کوئی قوم ان پر غالب نہ آسکے گی ۔ جس دن یہ جذبہ مردہ ہو جائے گا ، اسی دن سے مسلمانوں کی قومی موت بھی شروع ہو جائے گی ۔ چنانچہ قرآن نے مثال میں یہودیوں کی تاریخ پیش کی ہے ۔ جب تک یہودیوں

میں اعتقاداً و عملاً یہ جذبہ باقی رہا حکومت و عزت انہی کے لئے تھی ۔ جب چند گھڑیوں کے عیش و راحت کا عشق قومی زندگی و عزت کے دائمی عیش کی طلب پرغالب آگیا اور اس چیز کو چھوڑ بیٹھے تو ذلت و محکومی کا داغ ہر یہودی کی پیشانی پر لگ گیا اور ہمیشہ کے لئے خوار و ذلیل ہو کر رہ گئے :

ضربت علیهم الذلة والمسكنة وباؤا بغضب من الله !

سنن ابو داؤد میں ہے ۔

اذا ضن الناس بالدينار والدرهم وتبايعوا بالعينة واتبعوا اذناب البقر وتركوا الجهاد في سبيل الله انزل الله بهم بلاء فلم يرفعه حتى يرجعوا

یعنی جب کوئی جماعت جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیتی ہے تو اس پر بلائیں نازل ہوتی ہیں جو کبھی دور نہیں ہو سکیں الا یہ کہ وہ اس معصیت سے باز آئیں ۔

چونکہ شریعت و ملت کے قیام کی اصل بنیاد یہی تھی ، اس لئے ہر حیثیت اور ہر اعتبار سے اس پر زور دیا گیا اور سارے عملوں اور نیکیوں سے جو ایک مسلمان دنیا میں کر سکتا ہے اس عمل کا مرتبہ و اجر افضل و اعلیٰ ٹھہرایا ۔ جس عمل میں جس قدر زیادہ ایثار و قربانی ہوگی ، اتنا ہی زیادہ اس کا اجر و ثواب بھی ہوگا ۔ ظاہر کہ اس عمل سے بڑھ کر اور کس عمل میں مال و جان کا ایثار ہو سکتا ہے ۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے ۔ آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا " ای العمل افضل " ؟ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے ؟ فرمایا " ایمان باللہ و رسولہ " اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ۔ پوچھا "ثم ماذا"؟ اس کے بعد؟ فرمایا "الجہاد فی سبیل اللہ" اللہ کی راہ میں جہاد !

بخاری میں ابو سعید خدری سے مروی ہے ۔

قيل أي الناس افضل فقال مومن يجاهد في سبيل الله بنفسه و ماله

"آپ سے پوچھا گیا " سب سے زیادہ افضل آدمی کون ہے -
فرمایا وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہے
اور فرمایا جہاد فی سبیل اللہ کی ایک صبح یا شام تمام دنیا اور اس
کی نعمتوں سے بہتر ہے اور ان ساری چیزوں سے افضل ہے جن پر سورج
نکلتا اور ڈوبتا ہے !

بخاری میں دو حدیثیں ہیں -

ما کان عبد یموت له عند الله خیر یسره ان یرجع الی الدنیا و ان له الدنیا وما فیها الا الشهید لما یری من فضل الشهادة فانه یسره ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرة آخری اور روایت انس ما احد یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله ما علی الارض من شئی الا الشهید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامة ۔

حاصل دونوں کا یہ ہے کہ دوبارہ دنیا میں آنے کی کسی کو آرزو نہیں ہو سکتی ، مگر اس کو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا - جب وہ شہادت کا اجر و ثواب دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے' کاش پھر دنیا میں جا سکوں اور دس مرتبہ اسی طرح اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اور مرتبہ شہادت کی عزت و کرامت حاصل کروں ۔

جن لوگوں نے جنگ بدر میں جان نثاریاں کی تھیں اگر کبھی ان سے کوئی لغزش ہوئی اور معصیت میں مبتلا ہو گئے ، تو آپ نے سزا دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا -

لعل الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم ۔

یہ وہ جاں نثار حق ہیں جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی عجب نہیں کہ اس ایک عمل کے صلہ میں اللہ نے ان کی ساری پچھلی اور آئندہ خطائیں بخش دی ہوں اور کہہ دیا ہو کہ جو جی میں آئے کرو !

طبرانی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ جب شام کے رومیوں کی تیاریوں کی خبر پہنچی تو مدینہ میں مسلمانوں کی حالت نہایت نازک اور کمزور تھی ۔ کسی طرح کا ساز و سامان میسر نہ تھا ۔ حضرت عثمان نے یہ حال دیکھا تو اپنا پورا تجارتی قافلہ آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا جو شام جانے کے لئے تیار ہوا تھا ۔ اس میں دو سو اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے تھے اور دو سو اوقیہ سونا تھا ۔

آنحضرت نے فرمایا ۔ « لا یضر عثمان ما عمل بعدها »

اخرجه الترمذي و الحاكم ايضاً من حديث عبد الرحمن بن حباب نحوه ۔

آج کے دن کے بعد سے عثمان خواہ کچھ ہی کرے لیکن کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل دفاع کے لئے اپنا مال و متاع قربان کرنا خدا اور رسول کی نظروں میں ایسا محبوب و محترم کام ہے، جس کے بعد کوئی برائی بھی صاحب عمل کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ کسی عمل ، کسی طاعت ، کسی عبادت کو بھی یہ فضیلت نصیب نہ ہوئی ۔

قرآن بھی ہر جگہ اور بار بار یہی کہتا ہے ۔

الذين آمنوا و هاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم و انفسهم اعظم درجة عند الله وأولئك هم الفائزون ۔ يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم ۔ خالدين فيها ابداً ان الله عنده اجر عظيم ۔

جو لوگ ایمان لائے، حق کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا ، اپنی جان و مال سے جہاد کیا ۔ سو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اور

اونچا درجہ الہی کا ہے ۔ یہی لوگ ہیں کہ دنیا اور آخر میں کامیاب ہوں گے ۔ اللہ کی طرف سے ان کے لئے بشارت ہے ' اس کی رحمت ' اس کی محبت بہشتی زندگی کی نعمتیں اور ان کی دائمی اور ہمیشگی ' سب کچھ الہی کے لئے ہے ۔

جو لوگ خود اپنی ذات سے جہاد و دفاع میں حصہ نہ لے سکیں مگر مجاهدین کو اپنے مال و متاع سے مدد پہنچائیں ' یا اور کسی قسم کی خدمت انجام دیں ' تو اگرچہ وہ مجاهدین کا اجر و ثواب نہیں پا سکتے ۔ لیکن ان کے لئے بھی اجر ہے اور ساری عبادتوں اور طاعتوں سے بڑھ کر اجر ہے ۔

ابن ماجہ میں ہے :

من ارسل بنفقة فی سبیل الله و اقام فی بیتـــه فله بكل درهم سبع مائة درهم، ومن غزا بنفسه فی سبیل الله وانفق فی وجهه ذلك، فله بكل درهم سبع مائة الف درهم ، ثم تلا هذه الاية - و الله يضاعف لمن يشاء ،

یعنی جو مسلمان ایسے وقتوں میں گھر سے نہ نکلا صرف اپنے مال سے جہاد میں مدد دی تو اس کو ہر ایک درہم کے بدلے سات سو درہم کا اجر ملے گا ۔ یعنی اس اتفاق میں سات سو درہم زیادہ اجر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی " اللہ جس کسی کا اجر و ثواب چاہتا ہے دو گنا کر دیتا ہے " ۔

اگرچہ عمل کے اعتبار سے اس فرض کی تکمیل اس وقت لازم و ملزم ہو جاتی ہے جب حملہ' اعداء کی وجہ سے خاص طور پر ضرورت پیش آ جائے ۔ لیکن عزم و استقلال کے لحاظ سے یہ حکم کسی خاص وقت میں محدود نہیں ۔ ہمیشہ اور ہر حال میں مسلمان کا فرض ہے کہ دفاع اعداد کے لئے تیار رهیں اور تیاری کرتے رهیں ۔ جو دل اس عزم و طلب سے خالی ہوا اس پر ایمان کی جگہ نفاق کا قبضہ ہو گیا ۔